ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 01. July-September 2025.Page#.3780-3791
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Evolution of Ancient and Modern Social Communication, Its Impact on Society, and Solutions in the Light of Islamic Teachings: A Research Review

قدیم اور جدید سماجی رابطے کی ارتقاء، معاشرے پر اثرات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل: ایک تحقیقی جائزہ

Mr. Atif Saeed
Mphil Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
Mr. Bilal Hussain
Lecturer, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology

Abstract
Man is a social creature who has always been depended on relationships and communication for his survival and development. From ancient times to today's modern digital age, there have been significant changes in the means and methods of social interaction. Initially, human communication was limited to tribal and family systems, in which traditions, culture and interpersonal relationships played a fundamental role. Over time, writing, messaging, printing, telephones and mass media expanded the scope of human communication. In today's era, social media, the Internet and modern technology have not only developed social relations on a global scale but have also deepened their effects.
While these changes promote social awareness, education, business and worldly connections, they also create challenges such as behavior, time constraints, mental stress, weakening of the family system and decline of moral values. Therefore, it is necessary to conduct a research review of ancient and modern trends in social communication and analyze their effects in the light of Islamic teachings.
Islam, which is a religion of nature, teaches to establish social relations on the principles of moderation, justice, benevolence and morality. In the Quran and Sunnah, human relations are based on piety, brotherhood and the spirit of goodness. Applying Islamic principles to solve complex social problems of the modern era is the need of the hour. This research is being conducted with the aim of understanding the evolution of ancient and modern social communication, analyzing its positive and negative effects, and presenting a practical outline of social creativity guided by Islam.
Key words: *Ancient and Modern Evolution, Society Impact, Islamic Teachings Solutions*

تعارف:

انسان ایک سماجی مخلوق ہے جو اپنی بقا اور ترقی کے لیے ہمیشہ تعلقات اور رابطے پر انحصار کرتا آیا ہے۔ قدیم دور سے لے کر آج کے جدید ڈیجیٹل عہد تک، سماجی رابطے (Social Interaction) کے ذرائع اور انداز میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ ابتدا میں انسانی رابطے قبائلی اور خاندانی نظام تک محدود تھے، جن میں روایات، ثقافت اور باہمی روابط بنیادی کردار ادا کرتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ خط و کتابت، پیغام رسانی، طباعت، ٹیلیفون اور ذرائع ابلاغ نے انسانی رابطے کے دائرے کو وسیع کیا۔ آج کے دور میں سوشل میڈیا، انٹرنیٹ اور جدید ٹیکنالوجی نے سماجی تعلقات کو نہ صرف عالمی سطح پر استوار کیا بلکہ ان کے اثرات کو بھی گہرائی تک پہنچا دیا ہے۔

یہ تغیرات جہاں معاشرتی شعور، تعلیم، کاروبار اور دنیاوی روابط کو فروغ دیتے ہیں، وہیں بے راہ روی، وقت کا ضیاع، ذہنی دباؤ، خاندانی نظام کی کمزوری اور اخلاقی اقدار کے زوال جیسے چیلنجز کو بھی جنم دیتے ہیں۔ اسی لیے ضروری ہے کہ سماجی رابطے کے قدیم و جدید رجحانات کا تحقیقی جائزہ لیا جائے اور ان کے اثرات کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پرکھا جائے۔

اسلام، جو دینِ فطرت ہے، معاشرتی تعلقات کو اعتدال، عدل، خیر خواہی اور اخلاقیات کے اصولوں پر قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن و سنت میں انسانی تعلقات کی بنیاد تقویٰ، اخوت اور خیر کے جذبے پر رکھی گئی ہے۔ جدید دور کے پیچیدہ سماجی مسائل کے حل کے لیے اسلامی اصولوں کو بروئے کار لانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ تحقیق اسی مقصد کے تحت کی جارہی ہے کہ قدیم اور جدید سماجی رابطے کی ارتقاء کو سمجھا جائے، اس کے مثبت و منفی اثرات کا تجزیہ کیا جائے اور اسلام کی رہنمائی سے معاشرتی فلاح کا عملی خاکہ پیش کیا جائے۔

سماجی رابطے کا مفہوم:

"سماج"(معاشرہ) کا مفہوم:

اردو زبان میں "سماج" کے لیے مختلف مترادفات استعمال ہوتے ہیں، جیسے جماعت، معاشرہ، سوسائٹی، ماحول، المجتمع، تہذیب اور تمدن۔[1]

سماج دراصل اجتماعی زندگی کو کہا جاتا ہے جس میں ہر فرد اپنی فلاح، بہبود اور ترقی کے لیے دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کرتا ہے۔[2]

لغوی اعتبار سے "سماج" یا "معاشرہ" کا مطلب ہے مل جل کر زندگی بسر کرنا اور دوسروں کے ساتھ رہنا سہنا۔[3]

عربی زبان میں اس کا ماخذ "ع ش ر" ہے۔[4]

جس سے "معشر" بنا، اور یہ اس جماعت کو کہا جاتا ہے جو کسی خاص مقصد کے لیے جمع ہو، مثلاً: معشر المسلمین یامعشر الجن والانس.[5]

انگریزی زبان میں "سوسائٹی (Society)" کا لفظ اسی مفہوم کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہ لاطینی زبان کے لفظ Societies سے ماخوذ ہے، جس کے معنی گروہ، قوم، جماعت اور باہمی زندگی کے ہیں۔[6]

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

"The system or mode of life adopted by a body of individuals for the purpose of harmonious co-existence or for mutual benefits, defense, etc."[7]

یعنی سماج زندگی گزارنے کا وہ طریقہ ہے جو افراد کا ایک گروہ باہمی تعاون، فائدے اور دفاع کے لیے اختیار کرتا ہے۔ اس طرح سماج ایک ایسی تنظیم یا اجتماع کو کہا جا سکتا ہے جس کے ارکان کسی مشترکہ مقصد، نظریے یا مفاد کے تحت باہم متحد ہوں۔

سماج اور معاشرہ کے لئے عربی زبان میں اس کا مترادف لفظ "المجتمع" ہے، جو "جمع ہونا"، "اکٹھا ہونا" اور "لوگوں کے باہمی میل جول" کے مفہوم میں آتا ہے۔

لسان العرب میں علامہ ابن منظور بیان کرتے ہے کہ:

الْمُجْتَمَعُ المشتق من "جَمَعَ" يعني: المكان أو الحالة التي يجتمع فيها الناس، أو الجماعة التي ترتبط ببعضها وفق غاية أو مبدأ معين۔[8]

"جَمَعَ" سے ماخوذ "مجتمع" کا مطلب ہے: وہ جگہ یا حالت جہاں لوگ اکٹھے ہوں، یا وہ گروہ جو کسی خاص مقصد یا اصول کے تحت جڑا ہو۔

---

[1] وراث سرہندی، قاموس مترادفات، لاہور، اردو سائنس بورڈ، 1986، ج 1، ص 1002

[2] فروز الدین، فیروز اللغات اردو جامع، (لاہور: فیروز سنز لاہور، س۔ن)، ج 1، ص 1260

[3] عبدالوحید، سید سبط حسن، احمد ندیم، اردو انسائیکلوپیڈیا (1962ء)، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، پاکستان، ج 1، ص 1431

[4] سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (2010ء)، اردو سائنس بورڈ، وفاقی وزارت تعلیم، لاہور، ج 2، ص 368

[5] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب (1300ھ)، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ج 4، ص 573

[6] سرہندی، ص 734

[7] Shorter, Oxford English dictionary, (Oxford: William Little, Clarendon Press, 1997), 2/2020

[8] ابن منظور، لسان العرب (1300ھ)، دار المعارف، قاهره، ج 1، ص 678

المعجم الوسیط میں مجتمع"کی تعریف یوں کی گئی ہے: "جماعة من الناس يعيشون في مكان واحد، ويتفاعلون وفقًا لنظام معين۔[9]

رابطے کا مفہوم:

لفظ "رابطہ "عربی میں "رَبَطَ "سے مشتق ہے، جس کے بنیادی معانی ہیں:

باندھنا، جوڑنا، کسی چیز کو مضبوط کرنا، تعلق قائم کرنا، اور دو اشیاء یا افراد کو ایک دوسرے سے منسلک کرنا۔

الرَّبْطُ: نقيض الحَلِّ. رَبَطْتُ الشيءَ أَرْبِطُه رَبْطاً، فارتبط، وشدَدْتُه، فهو مَرْبوطٌ.

والرَّبْطُ: الجمعُ بين الشيئين وشدُّهما۔[10]

ربط کا مطلب ہے باندھنا، جوڑنا، اور دو چیزوں کے درمیان تعلق قائم کرنا۔

المعجم الوسیط میں ہیں:

رَبَطَ الشيءَ: شدَّه وأوثقه، يقال: ربط الحبل، وربط الفرس.

والرَّبْطُ: الاتصال، والتوصيل، والتعلق، والعلاقة بين شيئين۔[11]

ربط کا مطلب ہے باندھنا، کسی چیز کو جوڑنا، تعلق یا رابط قائم کرنا۔

مختصر یہ کہ رابطہ ایک ایسا عمل یا حالت ہے جس کے ذریعے دو یا زیادہ اشیاء، افراد یا خیالات کو آپس میں باندھا یا مربوط کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ جسمانی ہو، فکری ہو یا سماجی۔ یہ لفظ تعلقات، گفتگو، رشتے، اور معلومات کی ترسیل جیسے معنوں میں وسیع مفہوم رکھتا ہے۔

اوپر تعریفات کا حاصل کلام یہ کہ سماجی رابطہ اس عمل کو کہاجاتا ہے جس کے ذریعے افراد ایک دوسرے کے ساتھ خیالات، جذبات، معلومات اور تجربات کا تبادلہ کرتے ہیں۔

سماجی رابطوں کی ارتقاء

سماجی رابطے (Social Interactions/Connections) انسانی معاشرت کی بنیاد ہیں۔ انسان جب سے کرہ ارض پر آیا ہے، وہ انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی گزارنے پر مجبور رہا ہے۔ ارتقائی عمل میں سماجی رابطوں کی اشکال، ذرائع اور نوعیت میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ روایتی روابط سے ڈیجیٹل روابط تک کا سفر انسانی زندگی میں ایک انقلابی تبدیلی کا سبب بنا ہے۔

ابتدائی انسانی زندگی میں سماجی رابطوں کی نوعیت:

ابتدائی انسانی زندگی میں سماجی رابطے بنیادی طور پر بقا کی ضرورتوں کے گرد گھومتے تھے۔انسان چھوٹے قبیلوں یا گروہوں کی شکل میں رہتے تھے، جہاں باہمی تعاون، شکار، خوراک کی تلاش، اور خطرات سے بچاؤ کے لیے ایک دوسرے پر انحصار کیا جاتا تھا۔یہ تعلقات سادہ مگر مضبوط تھے اور ان کی بنیاد اعتماد، رشتوں، اور گروہی یکجہتی پر ہوتی تھی۔زبان کے ارتقا اور اشاروں کے استعمال نے ابلاغ کو بہتر بنایا، جس سے اجتماعی فیصلے کرنا اور علم و تجربات اگلی نسلوں تک پہنچانا آسان ہو گیا۔یوں ابتدائی سماجی روابط انسانی تہذیب کی بنیاد بنے۔انسان کی فطرت میں اجتماعیت رکھی گئی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا.[12]

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں بانٹ دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔"

یعنی انسانوں کی تقسیم رنگ، نسل اور قومیت کے لیے نہیں بلکہ پہچان اور تعارف کے لیے ہے۔

یہ آیت انسانی اجتماعیت کی بنیاد فراہم کرتی ہے، جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سماجی روابط اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ایک فطری نعمت ہیں۔

قدیم سماجی رابطے

ابتدائی انسانی معاشروں میں سماجی روابط چہرہ بہ چہرہ ملاقاتوں، خاندانی اجتماعات، قبائلی رسم و رواج، اور مذہبی تہواروں پر مبنی تھے۔ رابطے کا بنیادی ذریعہ زبانی بات چیت اور جسمانی موجودگی تھا۔ انسان کی ضروریات، تحفظ اور بقاء کے لیے قبائل میں رہنا اور باہمی رابطہ رکھنا ناگزیر تھا۔

---

[9] مجمع اللغة العربیہ، المعجم الوسیط(1325ھ)، مكتبة الشروق الدولية، ج1، ص135

[10] لسان العرب ، ابن منظور، محمد بن مکرم .(1414ھ)، بیروت دار صادر، ج7، ص302

[11] مجمعة اللغة العربیہ، المعجم الوسیط ، القاہرہ، 1380ھ، مكتبة الشروق الدولية، ط4، ص373

[12] الحجرات، 13

اسلامی تعلیمات میں بھی سماجی روابط کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا» وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ.[13]

مؤمن مؤمن کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی ایک نہایت بلیغ اور حکیمانہ مثال ہے، جو مسلمانوں کے باہمی تعلقات اور محبت و تعاون کے اصول کو واضح کرتی ہے۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھیں، دکھ درد میں شریک ہوں، اور ایک دوسرے کی کمزوری کو اپنی طاقت سے پورا کریں۔یہ حدیث اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ اسلامی معاشرہ باہمی ربط و تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔

طباعت،ڈاک اور جدید مواصلاتی ذرائع

قرون وسطیٰ کے بعد جب طباعت (Printing) کا آغاز ہوا، تو علمی روابط اور سماجی تعلقات میں ایک وسعت پیدا ہوئی۔ خط و کتابت، اخبار، اور رسائل کے ذریعے لوگ دور دراز افراد سے جڑنے لگے۔ ان ذرائع نے خیالات، ثقافت اور مذہبی افکار کے تبادلے کو آسان بنایا۔

19ویں اور 20ویں صدی میں جب ٹیلیفون، ریڈیو، اور بعد ازاں ٹیلیویژن آیا، تو سماجی روابط کے دائرے اور اثرات میں نمایاں تبدیلی آئی۔ میک کوائل کے مطابق، "میڈیا نہ صرف معلومات فراہم کرتا ہے بلکہ سماجی تعلقات کو بھی تشکیل دیتا ہے۔[14]

ڈیجیٹل عہد اور سوشل میڈیا

سماجی رابطوں کی دنیا میں سب سے بڑی تبدیلی 21ویں صدی میں آئی، جب سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ روابط کے ذرائع بھی بدل گئے۔ پہلے خط و کتابت اور بالمشافہ ملاقاتوں کا رواج تھا، بعد ازاں ٹیلی فون، موبائل اور اب انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے سماجی روابط کے تصور کو ایک نئی شکل دی ہے۔ اب Facebook، Twitter، WhatsApp، Instagram، اور TikTok جیسے پلیٹ فارمز نے دنیا کو ایک "Global Village" میں تبدیل کر دیا ہے۔ رابطے اب لمحوں میں دنیا کے کسی بھی کونے سے ممکن ہو گئے ہیں۔

Boyd & Ellison (2007) اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"Social media are web-based services that allow individuals to construct a public or semi-public profile within a bounded system, and to connect with other users.[15]

سوشل میڈیا ایسی ویب پر مبنی سروسز ہیں جو افراد کو ایک محدود نظام کے اندر عوامی یا نیم عوامی پروفائل بنانے اور دیگر صارفین سے رابطہ قائم کرنے کی اجازت دیتی ہیں۔

پاکستان میں بھی اس تبدیلی کا گہرا اثر ہوا ہے۔ نوجوان نسل، بالخصوص طلباء، اب زیادہ تر رابطہ سوشل میڈیا کے ذریعے ہی کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا کے معاشرے پر اثرات:

سوشل میڈیا نے مختصر وقت میں بہت سے لوگوں تک پیغام رسانی کو آسان بنا دیا ہے، سوشل میڈیا نے اپنی آواز کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے اعلیٰ درجے پر نشر و اشاعت کے حوالے سے بہترین کردار ادا کیا ہے۔سوشل میڈیا کے مختلف ایپ استعمال کرنے والے بہت کثیر تعداد میں ایک دوسرے کے درمیان پیغام پہنچانے کے لئے مددگار اور سہولت کار بن جاتے ہیں، اگر خدانخواستہ کوئی غیر مصدقہ خبر یا کوئی ٹھیک نیوز سوشل میڈیا کے گروپوں میں چل جائے ایک دم معاشرے میں بد امنی اور بے یقینی والی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے اور لوگ خوف وہر اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ پھر بعد میں خبر کی تصدیق کرنا بہت مشکل مرحلہ ہے، حالانکہ اسلامی حوالے سے خبر کی تصدیق کرنا لازمی امر ہے۔ارشاد ربانی ہے:

---

[13] صحیح بخاری، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، دار طوق النجاة، 1422ھ، باب 1 تشبیک الاصابع فی المسجد وغیرہ، ح 481، ص 103

[14] Muhammad yousaf,(july,2014).Review of McQuail's Mass Communication Theory(6th.ed).journal of media studies,(vol.29(1), p:72

[15] Boyd, D. M., & Ellison, N. B. (2008). Social Network Sites: Definition, History, and Scholarship. Journal of Computer-Mediated Communication, 13(1), 210–230.

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَا فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ.[16]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لو ، ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لا علمی کی وجہ سے نقصان پہنچا دو، پھر جو تم نے کیا اس پر پشیمان ہو جاؤ۔

سوشل میڈیا پیغام رسانی کا ایک اہم پلیٹ فارم بھی ہے جو لوگوں کو اطلاع اور خبریں بھی پہنچاتے ہیں اور لوگ اسی سوشل میڈیا کے ذریعے باخبر رہتے ہیں جیسا کہ حالات کے حوالے سے یا کسی اور معلومات کے حوالے سے لوگ سوشل میڈیا کو ترجیح دیتے ہیں پہلے یہ کام پرنٹ میڈیا کرتے تھے اب سوشل میڈیا نے یہ کام شروع کیا ہے۔"

سوشل میڈیا کے مثبت پہلو:

بہت حوالوں سے سوشل میڈیانے انسانی زندگی پر اچھے اور فائدہ مند اثرات مرتب کئے ہیں، سوشل میڈ یا افراد پر اثر انداز ہوتا ہے اور افراد سوسائٹی کا حصہ ہیں اس بنیاد پر سوشل میڈیا کے فوائد لازمی طور پر پورے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔سوشل میڈیا کی وجہ سے دنیا آن ایک گلوبل ولیج بن چکی ہے ، دنیا کے مختلف ملکوں کے رہنے والے ایک دوسرے کے ساتھ سوشل میڈیا کی وجہ سے رابطوں میں قریب ہو گئے، اب معاشرے میں کوئی فرد بیگانہ اور الگ نہیں رہا۔عوام کو روز کی بنیاد پر جدید حالات سے آگاہی اور نئی واقعات کے حوالے سے معلومات حاصل ہوتی ہیں، سوشل میڈیا عقل انسانی کی بے نظیر ایجاد ہے یہ ٹیکنالوجی اپنے فائدوں کے حوالے سے انسان کے لیے حیرت انگیز اور مفید ہو رہی ہے، اس کی وجہ سے ذرائع ابلاغ اور ان کے فوائد میں وسعت پیدا ہو رہی ہے بلکہ معاشرتی زندگی میں ان کی سہولیات کی وجہ سے عوا عوام مستفید ہو رہے ہیں جو درحقیقت کسی نعمت سے کم نہیں۔سوشل میڈیا کے بطور مثبت پہلو مندرجہ ذیل ہیں۔

سوشل میڈیا تعلیم کے میدان میں:

سوشل میڈیا کے تعلیمی میدان میں فوائد سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔اس کے مختلف ٹولز اور ویب سائٹس نے موجو دو دور میں تعلیم اور تدریس کا سلسلہ کو پہلے زمانے کی نسبت بہت آسان کر دیا ہے۔سوشل میڈیا کی مختلف ویب سائٹس کی وجہ سے طلباء اور اساتذہ رابطے میں رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو تعلیمی مواد اور معلومات شئیر کرتے ہیں، اسی طرح آن لائن کلاسز کے ذریعے گھروں میں آسانی اور سہولت کے ساتھ خزانوں سے استفادہ کرتے ہیں۔سوشل میڈ یا تعلیمی میدان میں علم کے حصول کا ایک نیا، ستا اور آسان ذریعہ ہے۔سوشل میڈیا کی وجہ سے علمی ہی آن لائن ایجو کیشن میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا آج کے دور میں تعلیم کے فروغ کے لیے ایک نہایت اہم ذریعہ بن چکا ہے۔اس کے ذریعے دنیا بھر کے تعلیمی ادارے، اساتذہ اور طلبہ ایک دوسرے سے جڑ کر علم حاصل کر سکتے ہیں۔آن لائن لیکچرز، ویڈیوز، آرٹیکلز اور علمی مباحث نے تعلیم کو مزید آسان اور دلچسپ بنا دیا ہے۔قرآنِ کریم میں علم کے حصول کی اہمیت یوں بیان کی گئی ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.[17]

ترجمہ: "کہہ دو! کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟"

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ علم حاصل کرنے والے ہمیشہ بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں، اور سوشل میڈیا جیسے جدید ذرائع اس مقصد کو حاصل کرنے میں مددگار ہیں۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[18]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

[16] الحجرات،6

[17] الزمر،9

[18] سنن ابن ماجہ، محمد ناصر الدین الالبانی، برنامج منظومۃ التحقیقات الحدیثیۃ المجانی، من انتاج مرکز نور الاسلام لابحاث القرآن والسنۃ بالاسکندریہ، باب، ح224، ص196

اس حدیث سے علم کے حصول کی اہمیت مزید واضح ہوتی ہے۔اگرچہ سوشل میڈیا تعلیم کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے، لیکن اس کا غیر ضروری استعمال وقت کے ضیاع اور منفی اثرات کا باعث بھی بن سکتا ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ طلبہ اور اساتذہ اس جدید ٹیکنالوجی کو اعتدال، احتیاط اور نیک نیتی کے ساتھ استعمال کریں تاکہ یہ ایک مثبت اور تعمیری قوت کے طور پر ہمارے معاشرے کی علمی ترقی میں کردار ادا کر سکے۔

معاشی میدان میں سوشل میڈیا کردار:

موجودہ زمانہ میں کسی بھی ملک کی ترقی کا انداز و اس ملک کی معیشت سے لگایا جاتا ہے۔دور حاضر میں بہت سے کاروبار سوشل میڈیا اور انٹر نیٹ سے منسلک ہو چکے ہیں۔روایتی کاروبار کے بر عکس جدید طرز کے کاروبار بہت زیادہ ترقی بھی کر رہے ہیں۔سوشل میڈیا کے ذریعے جہاں اپنے کاروبار کی مارکیٹنگ کی جاسکتی ہے وہاں آنلائن شاپ کے ذریعے بھی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے۔اسی طرح یوٹیوب اور فیس بک پر اپنے چینل بنا کر علمی اور تدریسی لیکچرز کے ذریعے بھی کمائی کی جاسکتی ہے۔

کاروبار کے نئے ذرائع اور سہولیات مہیا کر ناریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے ، جب بھی حکومت عوام کو معیشت کے آسان اور اچھے ذرائع ، وسائل کے فورم مہیا کرتی ہے وہ قوم ترقی کی طرف مائل ہوتی ہے۔اس کے ذریعے کاروباری طبقے کو آن لائن بزنس اور مارکیٹنگ کے فوائد داثرات حاصل ہوتے ہیں، سوشل میڈیا بزنس کمیونٹی کو مختلف اشتہارات سے ہر وقت با خبر اور آگاہ کرتا ہے۔

معاشی میدان میں سوشل میڈیا کا کردار بہت اہم ہے، لیکن قرآن و حدیث کی تعلیمات ایسے عمومی اصول فراہم کرتی ہیں جو ہر دور کی معاشرتی و معاشی سرگرمیوں پر لاگو ہوتے ہیں، چاہے وہ روایتی ذرائع سے ہوں یا جدید سوشل میڈیا کے ذریعے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ.[19]

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضا مندی سے کوئی تجارت ہو۔"

سوشل میڈیا پر کاروبار اور معاشی سرگرمیاں بھی اسی اصول کے تابع ہیں کہ لین دین رضامندی، شفافیت اور دیانت داری پر مبنی ہو۔

دیانت داری اور بھروسے کی اہمیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہیں:

"التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ"[20]

ترجمہ:"سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

سوشل میڈیا پر کاروباری لین دین میں دیانت داری اختیار کرنا بڑی فضیلت رکھتا ہے۔

رشوت ستانی اور کرپشن کے خلائی سوشل میڈیا کا کردار:

رشوت اور کرپشن جیسے قبیح افعال کے خلاف سوشل میڈیا کے توسط سے اگر ملکی سطح پر مہم شروع کریں جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں رشوت اور کرپشن کے دنیا اور آخرت کے نقصانات کے حوالے سے آگاہی مہم شروع کی جائے اور مسلم معاشرے پر اس کے لغلط اثرات کے حوالے سے لوگوں کو آگاہی فراہم کریں تاکہ عوام کی رشوت سے نفرت ہو جائے اور لوگوں کو رشوت کے نقصانات معلوم ہو جائیں۔یہ کام سوشل میڈیا کے ذریعے بخوبی سر انجام دیا جا سکتا ہے کیونکہ سوشل میڈیا سے آج کل ہر ایک کا تعلق ہے اور لوگوں تک باآسانی یہ پیغام پہنچ سکتا ہے اور اس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل پیش کریں کہ رشوت حرام اور گناہ کبیر و ہے۔حدیث نے بھی صریح اس کی طرف اشارہ ختر

حدثنا أحمد بن يونس حدثنا ابن أبي ذئب عن الحارث بن عبد الرحمن عن أبي سلمة عن عبد الله بن عمرو قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي"[21]

"عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت بھیجا ہے۔"

سوشل میڈیا دعوت دین کے میدان میں:

سوشل میڈیا کے ذریعے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے اچھے لفظوں کا استعمال کرنا حکمت و دانشمندی ہے۔موجودہ دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے دعوت دینی چاہیے اور دعوت کے آج کے جدید ذرائع کا استعمال کرنا انتہائی ضروری ہے۔آج کے دور میں اگر کوئی نبی بھی ہوتا تو اپنی دعوت کی ترویج کے لیے سوشل میڈیا کو لازمی استعمال کرتا۔کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے دور میں اس وقت کے تمام ذرائع کا استعمال کیا۔جب دعوت وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو گی تو لوگوں کے دلوں میں اثر بھی ڈالے گی۔اللہ تعالی بھی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

---

[19] النساء،29

[20] سنن الترمذي، أبوعيسى محمد بن عيسى، دار إحياء التراث العربي، بيروت، باب 3، ح1209، ص214

[21] سنن ابی داؤد، سجستانی، سلیمان ابن اشعث، دار الرسالة العالمية،1430ھ ،باب 1، ح3580، ص2

أدع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة.[22]

"اپنے رب کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو۔"

دین اسلام کی طرف لوگوں کو بلانا اس وقت مؤثر ہو گا جب اچھے انداز سے اور خوبصورت الفاظ سے دعوت دی جائے گی۔

سوشل میڈیا کے منفی پہلو:

دھوکہ دہی اور منافقت:

سوشل میڈیا دو دھاری تلوار ہے ، جہاں اس کے فائدے ہیں وہاں اس کے نقصانات بھی بہت زیادہ ہیں۔آج کل سوشل میڈیا کے ذریعے ایک دوسرے کو دھوکہ دیا جاتا ہے، ایک دوسرے کی عزتوں کو اچھالا جاتا ہے، تہمت اور الزام لگایا جاتا ہے ، اپنی شناخت چھپا کر دوسروں کو گمراہ کیا جاتا ہے یا کسی دوسرے کی شناخت اپنا کر کسی سے مالی معاونت مانگی جاتی ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالی نے معاشرتی اخلاقی اصول متعین کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِلمن الاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔[23]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عور تیں دوسری عورتوں سے ، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ اپنے لوگوں پر عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں کے ساتھ پکارو، ایمان کے بعد فاسق ہو نا بر انام ہے اور جس نے تو بہ نہ کی سو وہی اصل ظالم ہیں۔"

سوشل میڈیا پر حقیقت کے بر عکس منافقانہ رویہ اپنا یا جاتا ہے، ایک شخص حقیقت کے برعکس کسی سے محبت ، ہمدردی یا نفرت کا اظہار کرتا ہے۔اسی طرح بعض دفعہ اس کے قول و فعل میں تضاد پایا جاتا ہے۔سوشل میڈیا پر اس کی شخصیت کچھ ہوتی ہے اور حقیقت میں کچھ ہوتا ہے۔اس طرح مشہور اور معروف ہونے کے چکروں میں سادہ لوح لوگوں کے جذبات سے کھیلا جاتا ہے۔

قریبی رشتوں اور دوستوں سے بے توجہی اور لاتعلقی:

سوشل میڈیا نے جہاں دوریاں ختم کر کے دنیا کے مختلف کونوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو قریب کر دیا ہے، وہاں قریبی خاندانی رشتوں سے بھی دور کر دیا ہے۔سوشل میڈیا پر آنلائن رہ کے جہاں ہم ہر وقت اپنے دوستوں اور فالوورز کے لیے موجو د رہتے ہیں، لیکن ایک گھر میں رہ کر ہم اپنے ماں باپ ، بہن ، بھائی اور بچوں سے دور رہتے ہیں۔ان کی ضروریات اور حالات سے بے خبر رہتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت کے لیے ہم وقت نہیں دے پاتے، اس طرح ہم ان کے پاس رہ کر بھی دور رہتے ہیں۔قرآن و حدیث میں قریبی رشتوں اور دوستوں کے ساتھ محبت، صلہ رحمی اور تعلقات کو قائم رکھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔بے توجہی اور لاتعلقی کی مذمت بھی واضح طور پر کی گئی ہے۔

صلہ رحمی کا حکم اور رشتہ داروں سے تعلق کے بارے میں ارشادربانی ہیں:

"وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا"[24]

"اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتہ داروں کے تعلقات کو نہ توڑو۔بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔"

رشتہ توڑنے والوں پر لعنت کے بارے میں ارشادربانی ہیں:

"فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ ۝"[25]

"تو کیا تم سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ اگر تم کو اقتدار ملے تو زمین میں فساد کرو گے اور رشتہ داریاں توڑ دو گے؟ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے"...

قطع رحمی کی سخت وعید کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[22] النحل، 125

[23] الحجرات، 11

[24] النساء، 1

[25] محمد، 22 – 23

"لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ"[26]

ترجمہ: "جو رشتہ داریاں توڑنے والا ہے، وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔"

اسی طرح ایک اور موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا:

"لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا"[27]

"اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں تعلق رکھے، بلکہ اصل صلہ رحمی وہ ہے جو رشتہ داری کو اس وقت بھی جوڑے جب وہ اس سے توڑی جائے۔"

قرآن اور سنت کی روشنی میں رشتہ داروں اور دوستوں سے لاتعلقی اور بے توجہی گناہ کبیرہ ہے۔اسلام میں تعلقات جوڑنے، خیر خواہی کرنے، اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی بہت تاکید ہے۔

سوشل میڈیا کے صحت پر منفی اثرات:

سوشل میڈیا کے انسان کی صحت پر بہت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، حد سے زیادہ استعمال انسان کو سست اور کاہل بنا دیتا ہے۔لوگ چلنے پھرنے کے بجائے بیٹھ کر اور لیٹ کر سوشل میڈیا استعمال کر نا زیادہ پسند کرتے ہیں۔کھانا کھانے کے فوراً بعد موبائل نکال لیں گے اور گھنٹوں استعمال کرتے رہیں گے ، لیکن ورزش نہیں کریں گے جس کی وجہ سے موٹاپا اور بہت سی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

وقت کا ضیاع:

وقت اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے۔وقت کو ضائع کرنا یا غلط کاموں میں صرف کرنا اللہ کی نعمت کی ناقدری ہو گی۔آج کل وقت کا سب سے زیادہ ضیاع سوشل میڈیا پر کیا جاتا ہے۔گھنٹوں ہم سوشل میڈیا پر پوسٹ یا ویڈیوز دیکھتے رہتے ہیں جس کا نہ کوئی مقصد ہوتا ہے اور نہ ہی ان سے کچھ سیکھتے ہیں بلکہ صرف وقت گزارنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے۔وقت کی اہمیت کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحة والفراغ.[28]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی الم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتوں کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں رہتے ہیں: صحت اور فراغت۔

غلط صحبت کے اثرات:

صحبت کے مثبت اثرات بھی ہوتے ہیں اور منفی اثرات بھی۔موبائل اور سوشل میڈیا آج کے دور میں سب سے زیاد ہ انسان کے ساتھ اور قریب رہنے والا مصاحب ہے۔اس کے اثرات کا انحصار اس کے استعمال پر ہے لیکن آج کل دیکھا جائے تو مثبت کے بجائے منفی مواد زیادہ شیئر کیا جاتا ہے۔ایک انسان کتنا ہی نیک اور متقی کیوں نہ ہو وہ بد نگاہی سے کتنا ہی کیوں نہ بچنا چاہتا ہو پھر بھی بے حیائی اور فحاشی والا مواد اس کے سامنے سے گزرے گا، کیونکہ ہر پوسٹ اس کی مرضی سے نہیں آتی اور نہ اس کا پورا کنٹرول ہر انسان کے بس میں ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالی نے نیک صحبت اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّدِقِينَ[29]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور بچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔

آپ ﷺ نے صحبت کے اثرات کو ایک مثال کے ساتھ سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عن أبي هريرةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخالل.[30]

---

[26] صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، دار إحياء التراث العربي–بيروت، باب صلة الرحم، والتحريم قطيعتها، باب4، ح2556، ص1981

[27] ایضاً، باب لیس الوصل بالمکافی، باب8، ح5991، ص6

[28] صحیح بخاری، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، دار طوق النجاة، 1422ھ، باب 8 لا عیش الا عیش الاخرۃ، ح6412، ص88

[29] التوبہ، 119

[30] سنن ابی داؤد، سجستانی، سلیمان ابن اشعث، دار الرسالۃ العالمیۃ، 1430ھ ،باب 1، ح4833، ص2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
" آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے ، اس لیے تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔"

نیند کی کمی کی وجہ سے صحت پر غلط اثرات:

نیند اللہ تعالی کی طرف سے ایک نعمت ہے ، انسان جب مسلسل کام کر کے تھک جاتا ہے تو نیند کے ذریعے انسان اپنی تھکاوٹ کو دور کرتا ہے۔اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا کہ نیند انسان کو سکون پہنچاتی ہے:

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا"[31]

اور ہم نے تمہاری نیند کو (باعث) آرام بنایا۔

آج کل لوگ رات کو موبائل استعمال کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اپنی نیند پوری نہیں کر پاتے ، نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے نفسیاتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، طبیعت میں چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے، پورا دن غنودگی کی حالت میں گزر جاتا ہے انسان یکسوئی سے کوئی کام نہیں کر پاتا۔حالانکہ رات کو اللہ تعالی نے نیند اور سکون کے لیے بنایا اور ہم سوشل میڈیا پر گزار دیتے ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا"[32]

اور ہم نے رات کو لباس بنایا۔

دولت کا ضیاع:

مال کو کمانے اور خرچ کرنے کے اسلام نے اصول دیئے ہیں۔مال کو خرچ کرنے کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ مال کو میانہ روی کے ساتھ استعمال کیا جائے اس میں بخل اور اسراف نہ کیا جائے۔

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا"[33]

"بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔"

سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کے لیے اسمارٹ فون کا ہوتا بے حد ضروری ہے اور سمارٹ فون کو دور حاضر میں بنیادی ضرورت بنا دیا گیا ہے۔سمارٹ فون پر مختلف قسم کے سوشل ایپ استعمال کیا جاتے ہیں ہر ایپ کو استعمال کرنے کے مختلف قسم کے مہنگے مہنگے پیکیجز ہوتے ہیں، جب ایک بار سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کی لت پڑ جائے تو انسان اپنے کھانے پینے اور پہنے پر کمپرومائز کر لیتا ہے لیکن موبائل کا پیج ضرور لگاتا ہے۔مال ، وقت اور جوانی اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ہیں ، حدیث شریف کے مطابق قیامت والے دن ہر ایک سے وقت مال اور جوانی کے بارے سوال کیے جائیں گے:

عن ابن مسعود، عن النبي صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ، وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ، وَفِيمَ أَنْفَقَهُ.وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ.[34]

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی الم نے فرمایا: آدمی کا پاؤں قیامت کے دن اس کے رب کے پاس سے نہیں ہٹے گا یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں صرف کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا، اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا اور اس کے علم کے سلسلے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا۔

غیر اخلاقی اور فحش مواد کی تشہیر:

سوشل میڈیا کو ہر شعبے کا آدمی اپنے ذوق اور شوق کے مطابق استعمال کرتا ہے۔بہت سے بے علم اور بے مقصد لوگ بغیر مقصد کے وقت گزارنے کے لیے استعمال کرتے ہیں وہ لوگ کسی بھی پوسٹ کے اثرات کا اندازہ نہیں لگاتے ہر طرح کا مواد شیئر کرتے رہتے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سوشل میڈیا

---

[31] النبا،9

[32] النبا،10

[33] الاسراء،27

[34] ترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، باب4، ح2416، ص331

سے پیسے کماتے ہیں ان کی نظر صرف کمائی پر ہوتی ہے، معاشرے کے بگاڑ کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی ، اسی طرحکچھ لوگ دیوز اور لائیک کے چکر میں ہر طرح کا غیر اخلاقی، فحاشی اور بے حیائی پر مبنی مواد شیئر کرتے رہتے ہیں۔قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے لیے درد ناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.[35]

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان کے درمیان بے حیائی پھیلے ، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں درد ناک عذاب ہے۔"

[35] النور،19

مذہب سے دوری:

آج کل عام لوگوں کے ہاں مذہب کو جاننے کا ذریعہ سوشل میڈیا ہے ، مذہبی حوالے سے کوئی بھی مسئلہ جاننا ہو تو فور یوٹیوب یا گوگل پر لکھیں گے جو بتا یا جائے گا اسی کو حرف آخر سمجھ کر آگے پھیلا دیں گے، یہ جانے بغیر کہ بتانے والا کون ہے لکھنے والا کون ہے اور اس کی دلیل کیا ہے ، لوگوں کو بس اپنے مقصد کی بات چاہیے ہوتی ہے وہ مل جائے تو مزید تحقیق کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔خواہشات اور گمراہی کے پیچھے چلنے والوں کے لیے قرآن کریم کاواضح پیغام موجودہے۔ارشادباری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا.[36]

"اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت لگو، یقیناً کان، آنکھ اور دل، ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

اسی طرح مختلف قسم کے جدید لبرل، سیکولر اور ملحدانہ نظریات کا پرچار بھی کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے عقائد و ایمان کو کمزور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کے بہاؤ میں آکے بہت سے مسلمان گمراہ کن عقائد کو اپنا لیتے ہیں۔باطل نظریات کی پیروی سے بچنے کے لئے قرآن کریم نے ہماری رہنمائی کی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ.[37]

"اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے، اسی کی پیروی کرو، اور مختلف راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے دور کر دیں۔"

سوشل میڈیا کے زیادہ استعمال کی وجہ سے مذہبی تعلیمات پر عمل میں بے زاری نظر آتی ہے ، لوگ قرآن و حدیث کو پڑھنے سے زیادہ وقت سوشل میڈیا پر صرف کرتے ہیں اور مساجد میں وقت گزارنے کے بجائے موبائل انٹر نیٹ پر وقت ضائع کیا جاتا ہے۔

سوشل میڈیا کے ذریعے کسی کا مذاق اڑانا:

کچھ لوگ بطور مذاق یا تفریح کے ویڈیوز بنا کر سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرتے ہیں اور اس کو کاروبار کا ذریعہ بناتے ہیں ان کا یہ طرز عمل فسق و فجور اور لہو واجب میں شامل ہے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی جائز نہیں ہے۔سوشل میڈیا کے ذریعے کسی کی عزت کو مجروح کرنا یا کسی کی تضحیک کرنا یا کسی کو ذلیل کرنا یہ سب نا جائز ہے اس سے اسلام میں منع اور گناہ ہے۔قرآن نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ.[38]

"اے ایمان والو ! مرد دوسرے مردوں پر نہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کا مذاق اُڑانا اور اس کی بے عزتی کرنا گناہ اور خلاف شرع کام ہے۔

نتائج البحث:

اس آرٹیکل میں قدیم اور جدید سماجی رابطے کی ارتقاء، معاشرے پر اثرات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل: ایک تحقیقی جائزہ پر بحث کرنے کے بعد محقق کے سامنے درج ذیل نتائج سامنے آئے۔

1۔ عربی لغات میں "سماج" کے لیے مندرجہ ذیل مترادفات ومفاہیم موجود ہیں۔

مجتمع: ایک ایسا گروہ جو مخصوص قوانین وروایات کے تحت اکٹھا رہتا ہے۔

اجتماع: لوگوں کا متحد ہو کر کسی مقصد یا اصول پر جمع ہونا۔

معشر: لوگوں کی وہ جماعت جو کسی مشترکہ معاشرتی حیثیت میں ساتھ ہو۔

[36] الاسراء،36

[37] الانعام،153

[38] الحجرات،11

2۔ سماجی رابطوں کا ارتقاء ایک مسلسل اور تیز رفتار عمل ہے جو انسانی معاشرت، ثقافت، اور عقائد پر گہرا اثر ڈال رہا ہے۔ اس عمل کی تفہیم ہمیں نہ صرف ماضی کے روابط کی قدر سکھاتی ہے بلکہ موجودہ سوشل میڈیا عہد کی چالاکیوں سے باخبر بھی کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق روابط کا مقصد معاشرتی ہم آہنگی، اخوت، اور خیر خواہی ہے، جسے برقرار رکھنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

3۔ سماجی رابطے اور ان کے ذرائع انسانی زندگی میں کئی مثبت تبدیلیاں لائے ہیں۔ یہ علم، اتحاد، ثقافت، معیشت، شعور اور انسانی رشتوں کو مضبوط بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ تاہم، ان کا مثبت استعمال صرف اسی وقت ممکن ہے جب انہیں اخلاقی اقدار، دینی تعلیمات، اور سماجی ذمہ داری کے اصولوں کے مطابق استعمال کیا جائے۔

4۔ اسلامی نقطہ نظر سے سوشل میڈیا کو اگر بطور مثبت استعمال کیا جائے تو اس کے بہت سے فوائد اور عوام کے لئے سہولت ہے، لیکن آج کل لوگ مثبت کے بجائے منفی زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اگر سوشل میڈیا کو وسعت نظری سے دیکھا جائے تو اس کے استعمال میں شرعی حوالے سے کوئی خرابی نہیں، اگر سوشل میڈیا کو منفی نظر سے دیکھا جائے تو اس میں خرابی ہی خرابی ہے۔

5۔ نوجوان طبقہ اکثر سوشل میڈیا کو منفی طریقے سے استعمال کرتا ہے جو فائدہ کے بجائے نقصان ہے، معمولات زندگی بھی متاثر ہوتے ہیں، وقت کا ضیاع پیسوں کا ضیاع بے راہ روی فحاشی عریانی بے دینی دوسروں کی عزتوں کو مجروح کرنا، اگر سوشل میڈیا کو ہم درست طریقہ سے استعمال کریں جیسا کہ اسلامی دعوت کے حوالے سے یا اپنی آواز کو دوسروں تک پہنچانے کے حوالے سے یا رابطے کے حوالے سے پھر تو عوام کے لئے فائدہ اور سہولت ہے۔

6۔ اسلام نے بھی ذرائع ابلاغ کو صحیح طریقے پر استعمال کرنے کا حکم دیا ہوا ہے کیونکہ یہ رابطے کے لئے ایک ذریعہ اور جدید ٹیکنالوجی ہے۔ ظلم، بد عنوانی، اور کرپشن کے خلاف سوشل میڈیا بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

7۔ اسلام نے سوشل میڈیا کے غلط استعمال سے منع فرمایا ہے۔ غلط خبریں، جھوٹی باتیں، کسی کو دھمکانا، ڈرانا، بخش ویڈیوز چلانا اس پر وقت ضائع کرنا، دینی احکامات سے غافل ہونا، بلا تحقیق خبریں پھیلانا اور لوگوں کی دل آزاری کرنا یہ سوشل میڈیا کا منفی استعمال ہے۔

تجاویز و سفارشات:

اہل علم اور علوم اسلامیہ میں تحقیق کے خواہش مند حضرات کے لئے درجہ ذیل تجاویز و سفارشات پیش کرتا ہوں۔

1۔ نوجوان نسل کی سوشل میڈیا کی طرف رجحان، تدارک، اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ان کا حل: ایک تحقیقی جائزہ کے عنوان پر تحقیقی کام ہو سکتا ہے۔

2۔ دور جدید میں استعمال ہونے والے سوشل میڈیا کے ذرائع کا مدارس کے طلباء پر اثرات کا تحقیقی جائزہ کے عنوان پر تحقیقی کام ہو سکتا ہے۔

3۔ دور جدید میں استعمال ہونے والے سوشل میڈیا کے ذرائع کا یونیورسٹیوں کے طلباء پر اثرات کا تحقیقی جائزہ کے عنوان پر تحقیقی کام ہو سکتا ہے۔

مصادر و مراجع:

[1]وراث سرہندی، قاموس مترادفات، لاہور، اردو سائنس بورڈ، 1986

[2]فروز الدین، فیروز اللغات اردو جامع، (لاہور: فیروز سنز لاہور، س۔ن)

[3]عبد الوحید، سید سبط حسن، احمد ندیم، اردو انسائیکلوپیڈیا (1962ء)، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، پاکستان

[4]سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (2010ء)، اردو سائنس بورڈ، وفاقی وزارت تعلیم، لاہور

[5]ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب (1300ھ)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

[6]وراث سرہندی، قاموس مترادفات، لاہور، اردو سائنس بورڈ، 1986

[7] Shorter, Oxford English dictionary, (Oxford: William Little, Clarendon Press, 1997)

[8]ابن منظور، لسان العرب (1300ھ)، دار المعارف، قاهرہ

[9]مجمع اللغۃ العربیہ، المعجم الوسیط (1325ھ)، مکتبۃ الشروق الدولیۃ

[10]لسان العرب، ابن منظور، محمد بن مکرم. (1414ھ)، بیروت دار صادر

[11]مجمعۃ اللغۃ العربیہ، المعجم الوسیط، القاہرہ، 1380ھ، مکتبۃ الشروق الدولیۃ

[12]الحجرات، 13

[13] صحیح بخاری، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، دار طوق النجاۃ، 1422ھ

[14] Muhammad yousaf,(july,2014).Review of McQuail's Mass Communication Theory(6th.ed).journal of media studies

[15] Boyd, D. M., & Ellison, N. B. (2008). Social Network Sites: Definition, History, and Scholarship. Journal of Computer-Mediated Communication.

[16] الحجرات،6

[17] الزمر،9

[18] سنن ابن ماجہ، محمد ناصر الدین الالبانی، برنامج منظومۃ التحقیقات الحدیثیۃ الجانی، من انتاج مرکز نورالاسلام لابحاث القرآن والسنۃ بالاسکندریہ

[19] النساء،29

[20] سنن الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى، دار إحياء التراث العربي، بيروت

[21] سنن ابی داؤد، سجستانی، سلیمان ابن اشعث، دار الرسالۃ العالمیۃ،1430ھ

[22] النحل،125

[23] الحجرات،11

[24] النساء،1

[25] محمد،22 – 23

[26] صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ،دار إحياء التراث العربي– بيروت

[27] صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ،دار إحياء التراث العربي– بيروت

[28] صحیح بخاری، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، دار طوق النجاة،1422ھ

[29] التوبہ، 119

[30] سنن ابی داؤد، سجستانی، سلیمان ابن اشعث، دار الرسالۃ العالمیۃ،1430ھ

[31] النبا،9

[32] النبا،10

[33] الاسراء ، 27

[34] ترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى، المكتبۃ العصریہ، صيدا، بيروت

[35] النور،19

[36] الاسراء،36

[37] الانعام،153

[38] الحجرات،11